قافلہ الیاسی کا آخری سپاہی

حاجی عبدالوہابؒ عدم کے راہی

از قلم: مولانا محمود الرشید حدوٹی

مدیر اعلیٰ ماہنامہ آب حیات لاہور

ایک ایسا عظیم انسان، جس کی جوانی، لڑکپن، بچپن، بڑھاپا اللہ اللہ کرتے گزر گیا، ستر سال کی طویل دعوتی زندگی میں لاکھوں انسانوں کی رشد و ہدایت کا ذریعہ بنا، ایسا انسان جس نے دعوت و تبلیغ کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا، جس نے ساری دنیا میں دعوتی ہل چل پیدا کر رکھی تھی، جو دنیا کی متاثر کن شخصیات میں نمبر اول تھا، جس کی زندگی کا نشیب و فراز بڑا عجیب تھا وہ عظیم انسان حاجی عبدالوہاب صاحب تھے، جن کی رحلت پر دنیا بھر کے مسلمان سوگوار ہیں۔

ادارہ آب حیات ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

غوث گارڈن فیز ۲ جی ٹی روڈ مناواں لاہور کینٹ

03009458876

فہرست مضامین

قافلہ الیاسی کا آخری سپاہی

حاجی عبدالوہابؒ ملک عدم کے راہی

محمود الرشید حدوٹی

تبلیغی جماعت پاکستان کے امیر، داعی الی اللہ، فنافی اللہ، ہمدرد امت، بہی خواہ ملت حضرت اقدس حاجی عبدالوہاب رحمہ اللہ دار فانی سے کوچ کر گئے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون

حاجی عبدالوہاب صاحبؒ کے انتقال کی اطلاع ہمارے موبائلوں پر اس وقت آئی جب ہم درگاہ عالیہ بکوٹ شریف کے ۹۶ سالانہ اجتماع میں شریک تھے، جب ہمارے موبائلوں پر یہ خبر آئی تو اس دن اتوار تھا، پو پھٹ رہی تھے، رات اپنی سیاہ چادر اتار رہی تھی، چہار سو دن کا اجالا پھیل رہا تھا، سورج کی کرنیں چہار سو بکھرنے والی تھیں، بکوٹ اور کشمیر کے فلک بوس، برف پوش کوہساروں پر سورج کی کرنیں پڑ رہی تھیں، کوہساروں کے نشیب و فراز، ہماری نگاہوں کے سامنے بحر نیلم و جہلم کی اچھلتی کودتی موجیں ہر نگاہ بینا کو دعوت نظارہ دے رہی تھیں۔

ہم اس اجتماع میں استاذ العلماء حضرت مولانا محمد سفارش عباسی صاحب بانی و مدیر ادارہ اشاعت اسلام نیو مری، ان کے فرزندان مفتی انعام الحق عباسی، حافظ منیب الحق عباسی اور استاذ الحفاظ مولانا قاری عبدالسلام حدوٹی رئیس جامعہ دار القرآن علیوٹ مری کے ہمراہ اس عظیم الشان روحانی ایمانی اجتماع میں شریک تھے۔

اجتماع میں شریک ہم سب نے اپنے موبائلوں کی سیکرین پر یہ خبر دیکھتے اور پڑھتے ہی اناللہ واناالیہ راجعون کہا، ساتھ ہی یہ اطلاع بھی تھی کہ اس عظیم داعی الی اللہ، فنافی اللہ ، فنافی الدعوت، لاکھوں انسانوں کی زندگیوں کا رخ بدلنے والے، لاکھوں انسانوں کو راہ ہدایت پر چلنے کا سبب بننے والے اس عظیم انسان کی نماز جنازہ تبلیغی اجتماع کے پنڈال میں ادا کی جائے گی۔ جس سے ہمارے دماغوں میں فوراً یہ بات آئی کہ ہم یہاں بکوٹ شریف سے کسی صورت میں جنازہ میں شریک نہیں ہو سکیں گے ،اس لیے دل تھام کر رہ گئے اور جنازہ میں شرکت نہ کرنے کا افسوس لیے ہوئے ہم اسی شام کو بکوٹ شریف سے اپنے اپنے ٹھکانوں کی سمت لوٹے تھے۔

☆☆

حاجی عبدالوہاب صاحب کا نام نامی اسم گرامی ہمارے کانوں کی دہلیز سے اس وقت ٹکرایا تھا جب ہم چھوٹے بچے تھے، یہ وہ زمانہ تھا جب ہمیں سیاسی، مذہبی، دینی جماعتوں کے بارے میں کوئی شناسائی نہیں تھی، میں پہلی مرتبہ غالباً ۱۹۸۱ء میں اپنے دادا مرحوم کے ہمراہ براستہ جی ٹی روڈ رائے ونڈ عالمی تبلیغی مرکز میں گیا تھا، جہاں پہلی بار انسانی سمندر دیکھ کر میں دم بخود رہ گیا تھا، جدھر دیکھتا تھا ادھر انسان ہی انسان دکھائی دیتے تھے، پنڈال کے اندر تاحد نگاہ انسان ہی انسان دکھائی دیتے تھے، وضو خانوں اور واش رومز کے سامنے قطار اندر قطار انسان دکھائی دیتے تھے، مطاعم کا رخ کرتا تو ادھر بھی انسان ہی انسان دکھائی دیتے تھے۔

نمازوں سے فارغ ہو کر جب ہم بیانات سننے کسی لاؤڈ سپیکر کے سامنے براجمان ہوتے تھے تو وہاں بھی ہر سپیکر کے سامنے ایک جم غفیر ہوتا تھا، علی الصبح بعد نماز فجر حاجی عبدالوہاب صاحب کا بیان اس زمانے میں بھی ہوتا تھا، دو دو گھنٹے مسلسل بیان

ہوتا تھا، سننے والے اس بیان کے دوران کئی کئی بار اپنے گھٹنوں پر سر رکھے محو آرام ہو جاتے تھے مگر داعی الی اللہ، فنا فی اللہ وفنا فی الدعوت حاجی عبدالوہاب صاحب اونگھتے تک نہیں تھے، وہ اپنے من کی باتیں پورے شرح وبسط کے ساتھ مجمع کو سناتے تھے، بعدازاں حاجی صاحب بھی دوران بیان تھوڑا استا لیتے تھے۔

اس وقت ہم دادا جان کے ساتھ تین دن وہاں رہے تھے، تین دن وہاں رہ کر ایک بات اسی زمانے میں سمجھ آگئی تھی کہ یہ کام کوئی معمولی کام نہیں ہے، جس کو سیکھنے، دیکھنے اور سمجھنے کے لیے کراچی سے درہ خیبر تک، مکران سے بلتستان تک، ادھر کشمیر سے کشمور تک، ادھر خلیجی ممالک اور یورپی دنیا سے ایک بڑا مجمع یہاں دین کی بات سننے آیا ہوا ہے۔

پھر جب ہم نے شعور کی آنکھ کھولی تو اپنے دادا جان کو دعوت و تبلیغ کے عظیم الشان کام کے ساتھ چلتے پھرتے دیکھا، اسی دشت کی سیاحی میں ان کی جوانی پر بڑھاپا آیا، وہ ایک جفاکش اور محنت کش انسان تھے، کھیتی باڑی کرتے تھے، مگر جب ان کا طے شدہ وقت آن پہنچتا کہ اب راہ خدا میں چالیس دن، چار ماہ لگانے ہیں تو ایک بڑے سائز کا بستر تیار کرتے، ضرورت کے برتن سامان میں رکھتے اور گھر میں اجتماعی دعا کرتے، بسم اللہ توکلت علی اللہ بآواز بلند کہتے اور گھر کے کسی بڑے آدمی کے ہمراہ گھر والوں کو سلام کہتے ہوئے گھر سے نکل کھڑے ہوتے تھے۔

پاکستان، کشمیر کے علاوہ دادا جان نے جماعت التبلیغ کے ساتھ بنگلہ دیش میں بھی وقت لگایا تھا، بنگلہ دیش سے گھر میں رابطے کے لیے خط لکھ دیتے تھے، جس سے ان کی خیریت کا پورے گھر میں پتہ چل جاتا تھا۔

دادا جان سردی کے موسم میں انگیٹھی پر آگ تاپنے کے لیے اپنی اقامت گاہ، عبادت گاہ سے نکل کر وہاں تشریف لاتے تھے جہاں ہماری دادی اماں سمیت گھر

کی تمام مستورات مہر خامشی لگائے چولہے کے پاس براجمان ہوتی تھیں، اس دوران اگر کسی کو کسی سے کوئی بات کرنا مقصود ہوتی تو ہونٹوں کی جنبش اور انگلی کے اشارے سے کرنا پڑتی تھی، داداجان کی موجودگی میں کسی کو گھر میں لب کشائی، بلند آہنگی سے بات کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی، دادی اماں تک سب ہی لوگ اشاروں اشاروں میں ایک دوسرے سے بات کرتے تھے، اس دوران داداجان تبلیغی مرکز سے سنی ہوئی باتیں چولہے کے سامنے بیٹھ کر شروع کردیتے تھے، جنہیں گھر کے تمام لوگ بگوش ہوش اور مکمل خاموشی کے ساتھ سنتے تھے، ان باتوں میں زیادہ تر باتیں فنافی الدعوت حاجی عبدالوہاب صاحبؒ کی ہوتی تھیں۔

داداجان بات کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ بھائی عبدالوھاب صاحب نے یوں فرمایا، وہ یوں کہتے تھے، انہوں نے بیان میں یوں کہا، انہوں نے یہ واقعہ سنایا، گھر کے تمام لوگوں میں ناچیز وہ خوش نصیب تھا جو داداجان کے فرمودات پر نہ سمجھ آنے والی کسی بات پر موقع اور بے موقع سوال داغ دیتا تھا، داداجان بڑی حکمت عملی اور بہت ہی پیار سے ہمیں وہ بات مکمل وضاحت سے سمجھا دیتے تھے۔

☆☆

پھر راقم الحروف نے اپنی تعلیم ۱۹۹۰ء میں مکمل کی، داداجان کا کچھ ہی عرصہ بعد انتقال ہوگیا، میں لاہور کی ایک مسجد میں امامت کرنے لگا، اسی دوران میں نے ایک سال کی چھٹی لی اور تبلیغ میں وقت لگانے کے لیے نکل کھڑا ہوا، حضرت مولانا اویس صاحب (بانی ورئیس جامعہ دارالتقویٰ لاہور) کی لش پش گاڑی میں بیٹھ کر رائے ونڈ کے لیے روانہ ہوا، جہاں میں حاجی عبدالوہاب صاحب، مولانا جمشید صاحب اور دیگر اکابرین جماعت کی زیارت سے شرف یاب ہوا۔

حاجی عبدالوہاب صاحب اب بھی معمول کے مطابق صبح کا بیان کرتے تھے، مگر اس کے ساتھ ساتھ میں نے یہ دیکھا کہ حاجی صاحب چاشت کے بعد ہونے والے یومیہ شوریٰ کے اجلاس کی سرپرستی فرماتے، بہت بڑی شوریٰ ہوتی تھی، جو دنیا بھر اور ملک بھر اور رائے ونڈ مرکز میں ہونے والی سرگرمیوں سے متعلق بھرپور مشورہ کرتے تھے، مشورہ سے پہلے کوئی پلان، منصوبہ اور مشورہ نہیں ہوتا تھا، مشورہ کے اندر طے پاجانے والی کسی بات، یا خلاف طبیعت مشورہ پر کوئی تبصرہ نہیں کیا جاتا تھا، سب اسی مشورہ پر آمین کہتے تھے جو طے ہو جاتا تھا۔

ملک بھر سے آنے والے داعیوں کی جماعتیں بنائی جاتی تھیں، علماء کرام جو سال لگانے کے لیے تشریف لاتے تھے ان کو پہلی بار شوریٰ کے سامنے پیش کیا جاتا تھا، ان کے کوائف شوریٰ کے سامنے رکھے جاتے تھے، پھر ان مولانا صاحب کی پہلی تشکیل اس زمانے میں چند دنوں کے لیے کی جاتی تھی، ان کا ایک امیر مقرر کیا جاتا تھا، جب جماعتیں ملک بھر کے لیے روانہ کی جاتی تھیں تو اس سے پہلے حاجی عبدالوہاب صاحب باقاعدہ کام کرنے کا طریقہ بتاتے تھے، دعوت کا کام سکھاتے تھے، اس وقت تشکیل والوں کو دی جانے والی ہدایات کا دورانیہ ایک ڈیڑھ گھنٹہ ہوا کرتا تھا۔

حاجی صاحب کو اللہ نے دردمند دل عطا فرمار کھا تھا، وہ اللہ کی راہ میں نکلنے والی جماعتوں کو سمجھاتے تھے کہ انہوں نے کس پیار اور محبت کے ساتھ جا کر کام کرنا ہے، وہ سب سے پہلے بتاتے تھے کہ موقع شناسی اور مردم شناسی سے ہمیں کام لینا ہے، مردم شناشی اور موقع شناسی کے بغیر بات کو پھینک دینا ہوتا ہے، دائیں بائیں کی باتوں کی بجائے لوگوں کے دلوں میں اللہ کی عظمت بٹھائی جائے، دنیا والوں نے اپنی چیزیں دنیا کے کونے کونے اور گوشے گوشے میں متعارف کروادی ہیں، جب کہ ہم لوگ اللہ کا تعارف بھی نہ کرواسکے۔

علاقہ کے ایس ایچ او کے اختیارات اور طاقت کو دنیا تسلیم کرتی ہے، اس کی وردی سے لوگ خوف زدہ ہو جاتے ہیں، مگر مسلمان نے آج اللہ تعالیٰ کا اتنا بھی تعارف نہیں کروایا، حاجی صاحب بات سمجھانے سے پہلے میرے بھائیو، بزرگو اور دوستو کے الفاظ استعمال فرماتے تھے، جس سے ہمدردی، پیار اور چاہت کے جام چھلکتے تھے۔

راہ خدا کے مسافروں کو حاجی صاحب سمجھاتے تھے کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کسی خاص علاقہ ، کسی خاص بستی، کسی خاص قریہ اور دیہات کے لیے نبی بن کر تشریف نہیں لائے تھے، آپ ﷺ عالمی نبی ہیں، آپ ﷺ قیامت تک آنے والے لوگوں کا غم لے کر تشریف لائے، نبی کریم ﷺ نے اپنے غم اور اپنی فکر میں اپنی امت کو برابر کا شریک فرمایا ہے، نبی کریم ﷺ کی امت کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا ہے کہ اسے اللہ پاک نے بہترین امت قرار دیا ہے۔

حاجی عبدالوہاب صاحب راہ حق میں نکلنے والوں سے متوجہ ہو کر فرماتے تھے کہ بھائیو، دوستو، اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا رب ہے، وہ سارے انسانوں کا رب ہے، وہ ساری کائنات کا خالق، مالک اور رازق ہے، اللہ ہی وہ ذات ہے جس کے قبضہ قدرت میں سارے انسانوں اور جانوروں کی جان ہے، عزت اور ذلت دینے والا ایک اللہ ہی ہے، وہ جسے چاہتا ہے اسے عزت سے نوازتا ہے، وہ جسے چاہتا ہے اسے ذلت دیتا ہے۔

سب کچھ اللہ کے چاہنے سے ہوتا ہے، ساری مخلوق کسی کام کو کرنا چاہے جب تک اللہ کی چاہت اس کے ساتھ شامل نہیں ہو گی تب تک کام نہیں ہو گا، ساری مخلوق چاہے کہ یہ کام نہیں ہو گا مگر میرا اللہ چاہے کہ یہ کام ہو گا تو اس کام کو کوئی روک نہیں سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے ایک میری چاہت ہے اور ایک تیری چاہت ہے، مگر تیرے چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا وہی ہوگا جو میری چاہت ہوگی۔

حاجی صاحب فرماتے تھے کہ اللہ ساری کائنات کا رب ہے، حضرت نبی کریم ﷺ ساری کائنات کے لیے نبی بن کر تشریف لائے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو جو کتاب عنایت فرمائی تھی وہ ساری کائنات کے لیے ہدایت کا پیغام ہے، اس کتاب کو ہدیً للناس فرمایا گیا ہے، آپ ﷺ کو جو امت دی گئی ہے اس امت کو لوگوں کے نفع کے لیے نکالا گیا ہے۔

حاجی صاحب نوراللہ مرقدہ یہ بات راہ خدا میں نکلنے والے لوگوں کو زور دے کر سمجھاتے تھے کہ اس امت کے ذمہ اللہ تعالیٰ نے ساری انسانیت کی فکر لگائی ہے، اس امت کا کام ساری انسانیت کی فکر کرنا ہے، جس جس امتی نے کلمہ پڑھا ہے اس کے ذمہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام لگایا ہے کہ وہ سارے عالم کی فکر کرتے ہوئے اپنے ملک، اپنے شہر، اپنے محلہ اور اپنے گھر کی فکر کرے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور اس سے اپنی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

دعوت و تبلیغ کا یہ کام جو عرصہ سے چھوٹا ہوا تھا اس کام کو مولانا محمد الیاس صاحب دوبارہ زندہ کر گئے ہیں، آپ نے بڑی فکر مندی سے امت کو فکر مند بنایا ہے، انہوں نے دین کا درد اور دین کا غم اس امت میں منتقل فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نبی والا غم، درد اور فکر عطا فرمادے تو کام بن جائے گا۔

دین کی دعوت کا یہ غم ہر آدمی میں ہونا چاہیے، نبی کریم ﷺ اور ان کے صحابہ کرام کے دلوں میں یہ فکر و غم عالمی سطح پر تھا، وہ سارے عالم میں دین پہنچانے کا عزم رکھتے تھے، ان کے اندر نبی ﷺ نے ایسی روح پھونک دی تھی کہ دنیا میں دعوت کو عام کرنا چاہتے تھے۔

حاجی صاحب جب نبی کریم ﷺ کا ذکر خیر کرتے تو ان کے جذبات میں عاشقانہ رنگ بھر جاتا تھا، وہ فرماتے تھے کہ ہمارے نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے باقی انبیاء کرام کی بہ نسبت بہت سی خوبیوں سے نوازا ہوا تھا، پہلے جب کوئی نبی آتا تھا تو اس کے بعد دوسرا کوئی نبی بھیجا جاتا تھا، جو لوگوں کو دین کی باتیں سکھاتا اور سمجھاتا تھا، لیکن ہمارے نبی ﷺ آخری نبی ہیں، آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں، آپ ﷺ کے بعد قیامت کی صبح تک کوئی نبی اور کوئی رسول نہیں آئے گا، اسی طرح ہر نبی کی نبوت اور رسالت ایک مدت کے لیے ہوا کرتی تھی جب کہ ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کا زمانہ لامحدود ہے، قیامت تک کے لیے ہمارے نبی ﷺ اللہ کے نبی اور رسول ہیں، پھر پہلے انبیاء خاص علاقوں، خاص بستیوں، خاص قریوں کے نبی بن کر تشریف لاتے تھے جب کہ ہمارے نبی ﷺ کسی خاص علاقے، کسی خاص بستی، کسی خاص قریہ کے نبی بن کر نہیں آئے بلکہ ساری انسانیت کے لیے نبی بن کر تشریف لائے ہیں۔

حاجی صاحب اپنے بیانات میں اپنے سننے والوں کو علامہ سید سلیمان ندوی کا حوالہ دے کر فرمایا کرتے تھے کہ علامہ ندوی نے فرمایا اسلام ایک پیغام الٰہی ہے، اس پیغام کی حامل امت مسلمہ ہے، یہ وہ حقیقت ہے جس کی طرف نہ صرف عام مسلمانوں بلکہ مسلمان علماء، مشائخ تک نے اس سے اعراض اور تغافل برتا، اور اس حقیقت کو بالکل بھلادیا ہے، اس کا نتیجہ ہے کہ مسلمان اپنے کو انہی معنوں میں قوم سمجھنے لگے جن معنیٰ میں دنیا کی قومیں اپنے کو قومیں سمجھتی ہیں، ان میں سے کوئی وطنیت کے سہارے اپنی قومیت کی دیوار کھڑی کرتا ہے، کسی نے نسل کو قومیت کا معیار سمجھا، اور ان میں سے جو سمجھ رکھتے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان قوم، قومیت اور نسل سے نہیں بلکہ مذہب کی بنیاد پر قوم ہے، حالانکہ حقیقت حال

اس سے بھی آگے ہے اور وہ یہ کہ مسلمان وہ جماعت ہے جو اللہ کی طرف سے ایک خاص پیغام لے کر دنیا میں آئی ہے، اس پیغام کو قائم رکھنا اور اس کو پھیلانا اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دینا اس کی زندگی کا تنہا فریضہ ہے، اس پیغام کے ماننے والوں کی ایک برادری ہے جس کے حقوق ہیں، یہی ان کی قومیت ہے۔

حاجی صاحب بڑے دکھی دل کے ساتھ اپنے سامعین کو سمجھاتے تھے کہ ہم نے اپنے اس عظیم الشان کام کو کام نہیں سمجھا ہے، ہم نے دنیا کے کاروبار، دنیا کی پہچان کے ساتھ ہمیشہ اپنا تعارف کروایا ہے، حالانکہ ہمیں امتی ہونے کے ناطے اپنا تعارف کروانا چاہیے، ہر شخص اپنا تعارف یوں کروائے کہ میں حضور ﷺ کا امتی ہوں، جب امتی بن کر تعارف کروائے گا تو دلوں میں جوڑ پیدا ہو گا۔

حاجی صاحب فرماتے تھے کہ دعوت والے کام کو لوگوں نے بھلا دیا ہے، ہمارے بادشاہوں نے اس کام کو چھوڑ رکھا ہے، انہوں نے ملکوں کو فتح کرنے اور ملکوں کے تخت پر بیٹھنے کو کامیابی سمجھا ہے، کسی نے ملک گیری کو سب کچھ سمجھ رکھا ہے، کسی نے درس وتدریس کو سب کچھ سمجھ رکھا ہے، کسی نے فتنوں سے بچنے کے لیے گوشہ نشینی اختیار کر رکھی ہے، کسی نے صرف تسبیح و تہلیل کو مقصد زندگی بنا رکھا ہے، جب سب نے دعوت والے کام سے غفلت اختیار کی تو امت اپنا مقصد بھول گئی، وہ اپنے مقصد سے بہت دور نکل گئی۔

حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ دوستو! اللہ تعالیٰ نے تین صفات کی وجہ سے اس امت کو بہترین امت قرار دیا ہے، ان میں پہلی صفت یہ ہے کہ یہ امت نیکی کی دعوت دیتی ہے، دوسری صفت یہ ہے کہ یہ امت برائی سے روکتی ہے، تیسری صفت یہ ہے کہ یہ امت اللہ پر ایمان رکھتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ امت مسلمہ دوسروں کے نفع کے لیے بھیجی گئی ہے، اس امت کو بھیجنے کا مقصد یہی بیان کیا گیا کہ

یہ خیر کی اشاعت کرے، بھلائی کے کام کو عام کرے، برائی سے بچے اور دوسروں کو بچائے، یہی وہ خوبیاں ہیں جو اللہ نے اس امت کو دی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک امت کی ضرورت کا ذکر فرمایا ہے، کہ تم میں ایک جماعت ایسی ہونا چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی دعوت دیتی رہے، برائی سے روکتی رہے، نیکی اور اچھائی کی دعوت دینے والی، برائی اور بدی سے بچنے اور بچانے والی جماعت ہی کامیاب جماعت ہے۔

نبی کریم ﷺ کی امت کے تین فرض بیان کیے گئے ہیں کہ یہ لوگوں کو بھلائی کی دعوت دے، اچھائی کو پھیلائے اور برائی سے خود رکے اور دوسروں کو روکے، جب تک امت کے اندر ان فرضوں کی ادائیگی ہوتی رہی یہ امت خیر اور بھلائی پر رہی

☆☆

حاجی عبدالوہاب صاحب دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں زیادہ وقت دعوتی و تبلیغی کام میں دیوانہ وار مصروف و منہمک رہتے تھے، حضرت مولانا طارق جمیل صاحب نے حاجی صاحب کو صاحب حال بزرگ قرار دیا ہے، ان پر دعوت کا حال طاری تھا، مولانا طارق جمیل فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور مولانا احسان الحق صاحب حاجی صاحب کے ساتھ ملاقات کے لیے ان کے کمرے میں گئے، تو حاجی صاحب قمیص بدل رہے تھے، حاجی صاحب نے اپنا دائیاں اور بائیاں ہاتھ قمیص میں اس قدر ڈالا تھا کہ ابھی قمیص کہنیوں تک تھی۔

اس دوران انہوں نے دعوت کی گفتگو شروع کردی، قریباً پون گھنٹے تک اس حالت میں وہ گفتگو کرتے رہے اور ہم سنتے رہے، اس لیے میں انہیں صاحب حال بزرگ کہتا ہوں، جن پر دعوت کا کام سوار تھا۔

مولانا طارق جمیل فرماتے ہیں کہ حاجی عبدالوہاب صاحب جب کھانا کھانے کے لیے تشریف فرما ہوتے تھے تو کوئی اس دوران ملنے کے لیے آجاتا تو حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ بعض اوقات لقمہ ہاتھ میں اٹھائے ہوتے، اسی حال میں دعوت شروع کر دیتے تھے، پون پون گھنٹہ اسی حالت میں گزر جاتا، روٹی ٹھنڈی ہو جاتی، مگر حاجی صاحب دعوت چلاتے رہتے تھے، پھر بعد میں حاجی صاحب کے کھانے کے دوران کسی مہمان کو ان سے ملنے کی اجازت نہیں دیتے تھے تاکہ وہ تسلی سے کھانا کھالیں۔

☆☆

مولانا طارق جمیل صاحب نے ایک بہت ہی دلچسپ واقعہ سنایا کہ جب مولانا سعید خان صاحب رحمہ اللہ کو مکہ سے نکال دیا گیا تو انہوں نے رائے ونڈ کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنالیا تھا، تو شروع شروع میں ان کا بستر حاجی عبدالوہاب صاحب کے کمرے میں لگایا گیا تھا، حاجی صاحب پر دعوت کا حال طاری رہتا تھا کہ انہیں اپنے کھانے پینے کی یاد بھی نہیں رہتی تھی، اور نہ ہی کھانے پینے کی پرواہ ہوتی تھی، کچھ عرصہ تو مولانا سعید خان صاحب یہ ماجرہ دیکھتے اور برداشت کرتے رہے، بالآخر ایک دن بول پڑے کہ مجھے بھائی عبدالوہاب کے کمرے سے کسی دوسرے کمرے میں لے چلو، یہ تو روٹی کی بھی نہیں پوچھتا۔

رائے ونڈ مرکز میں تو من وسلویٰ اترتا ہے، خالص خوراک اگر اس دور میں کہیں ملتی ہے تو وہ رائے ونڈ کا عالمی تبلیغی مرکز ہے، جہاں ہر چیز بفضل اللہ خالص ملتی ہے، مگر چونکہ دعوتی اکابرین کی شبانہ روز کی مصروفیات دعوت ہے، اس لیے وہ بہت کم کھاتے ہیں اور دعوت کے کام میں مشغول ہوتے ہیں، شروع شروع میں تو یہ اصول بنایا گیا تھا کہ کم کھانا اور کم سونا اور دعوت کا کام زیادہ کرنا، مگر کچھ عرصہ بعد اس اصول میں معمولی سی ترمیم کر دی گئی اور یہ اصول بنایا گیا کہ خوب کھاؤ اور خوب دعوت کا کام کرو۔

مولانا سعید خان صاحب کی فرمائش پر ان کا بستر عرب مہمانوں والے وی آئی پی ہال میں شفٹ کر دیا گیا تھا، اسی ہال میں ناچیز (حدوٹی) کی ملاقات مولانا سعید خان صاحب سے ہوئی تھی، کافی دیر تک میں مولانا سعید خان صاحب کی ایمان افروز باتوں سے محظوظ ہوتا رہا، مولانا سعید خان صاحب بہت سخی اور مہمان نواز آدمی تھے، ان کا دستر خوان عربوں کے اس ہال میں لگتا تھا، جس پر دنیا کی بیش بہا نعمتیں کھانے دیکھنے اور لطف اندوز ہونے کو ملتی تھیں۔

☆☆

حاجی عبدالوہاب صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے قربانی کی بدولت بہت ہی نوازا ہوا تھا، وہ روایتی عالم، حافظ، قاری، محدث، مفتی اور مفسر، خطیب اور مقرر نہیں تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان میں بے پناہ تاثیر رکھی تھی، ان کے دل سے بات نکلتی تھی اور دوسرے دل میں جاکر پیوست ہو جاتی تھی، گویا کہ از دل خیزد بر دل ریزد کا درست مصداق تھے۔

میں جب جماعت میں سال کے لیے چل رہا تھا تو اس دوران میں خود بہت ہی ششدر ہوتا تھا کہ حاجی صاحب عالم ہیں، نہ مفتی، محدث ہیں نہ مقرر و خطیب مگر یہ عجیب عجیب باتیں کہاں سے لا کر بیان کرتے ہیں، یہ نکتوں بھرا بیان کہاں سے دیکھتے ہیں، ایک عرصہ تک میں اس تجسس میں سوچتا رہا۔

میں اس دوران حاجی صاحب کی زبان مبارک سے نکلنی والی باتیں ایک ڈائری پر نوٹ بھی کر لیتا تھا، بعض باتیں مجھے کہیں سے مل گئی تھیں میں نے ان کا عکس لے لیا تھا، مگر میری حیرت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا تھا کہ یہ شخص علم لدنی حاصل کیے ہوئے ہے، جو ایک ایک بات کی تہہ تک اترتا چلا جاتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ جو لوگ اللہ کے لیے جیتے اور مرتے ہیں اللہ ان کے دل ودماغ کو کھول دیتا ہے، از روئے قرآن جو لوگ ہمارے راستے میں محنت وجانفشانی سے کام لیتے ہیں ہم ان کے لیے راہیں کھول دیتے ہیں، ایسے لوگوں کو اللہ اپنے علم میں سے علم اور اپنے حلم میں سے حلم دیتے ہیں۔

راقم الحروف نے حاجی صاحب نوراللہ مرقدہ کو دیکھا کہ وہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کی تفسیر عثمانی کا بہت زیادہ مطالعہ کرتے تھے، مطالعہ کے اوقات میں اگر ان کے سامنے کوئی کتاب کھلی ہوئی ہوتی تھی تو وہ تفسیر عثمانی ہوتی تھی، اس کو بڑی گہری اور عمیق نگاہ سے دیکھتے اور پڑھتے تھے اور اسی میں سے اہم اہم اور عمدہ عمدہ باتیں چن چن کر اپنے سننے والوں کو سناتے تھے۔

اسی طرح مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی کتاب مولانا محمد الیاس کی دینی دعوت پڑھتے تھے، اس کے اندر سے چیدہ چیدہ اور چنیدہ چنیدہ باتیں علماء، طلباء اور عامۃ الناس کو سناتے تھے، جس سے ہر شخص محظوظ ہوتا تھا۔

☆☆

حاجی صاحبؒ اپنے علماء کرام، داعی حضرات کو اس بات کی تلقین کرتے تھے کہ وہ جس بات کو لوگوں کے دل ودماغ میں اتارنا چاہتے ہیں اس کو بار بار بولیں، جب بار بار بولیں گے تو وہ بات لوگوں کے دلوں پر نقش کالحجر ہو جائے گی، پھر وہ بات لوگوں کے دل ودماغ سے کبھی مٹ نہیں سکے گی، وہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کے بول بولتے رہو، یوں اللہ دل ودماغ میں سما جائے گا، دیکھو اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں جگہ جگہ انبیاء کرام کے واقعات دہرائے ہیں تاکہ لوگوں کے دماغوں میں ان کی اہمیت اور افادیت بیٹھ جائے۔

وہ عجیب مثال دیتے تھے کہ دیکھو گلی محلے میں سبزی بیچنے والے، فروٹ بیچنے والے کس دلجمعی کے ساتھ اپنے مال کو آواز لگا کر فروخت کرتے ہیں، وہ ذرا شرماتے ہیں اور نہ ہچکچاتے ہیں، ہم کیوں بار بار اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے شرمائیں، ہم کیوں اپنے پیدا کرنے والے اللہ کی عظمت و بڑائی بیان نہ کریں۔

☆☆

حاجی عبدالوہابؒ اللہ کی راہ میں نکلنے والی جماعتوں پر بہت زیادہ زور جس بات کا دیتے تھے وہ ان کا باہمی جوڑ، ربط اور اتحاد تھا، وہ فرماتے تھے کہ جس جس علاقے میں ہماری جماعتیں جائیں وہاں سے لوگوں کو اللہ کے راستے میں نکالیں، جہاں سے جماعتیں نکلیں اس کو کامیابی سمجھا جائے، اس سے بھی بڑھ کر یہ بات ہے کہ ایک جماعت بھی نہ کہیں نکلے تو کوئی بات نہیں لیکن جو جماعت یہاں سے گئی ہے اس میں توڑ نہیں جوڑ رہنا بہت ہی ضروری ہے، اگر جماعت کا امیر یہاں سے لیجائی گئی جماعت کو جوں کا توں واپس لے کر آجائے تو یہ بڑی کامیابی ہے۔

حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ آپس کا جوڑ، باہمی محبت اور اتفاق بہت ہی ضروری چیز ہے، اتفاق اللہ کی رحمت کو کھینچتا ہے، نااتفاقی اور تعلقات میں رخنہ رسول اللہ ﷺ کو پسند نہیں تھا۔

جس طرح دنیا میں مختلف چیزوں کو آپس میں جوڑنے کے مختلف طریقے ہیں جیسے لوہے کو ویلڈنگ، کپڑے کو دھاگے، اینٹوں اور پتھروں کو سیمنٹ، کاغذ کو گوند اور لکڑی کو کیل سے جوڑتے ہیں اسی طرح انسانی دلوں کو آپس میں جوڑنے کے لیے نبی کریم ﷺ والے اخلاق اور آپ ﷺ کے نورانی طریقے ہیں، نبی کریم ﷺ کے خوبصورت طریقوں میں جوڑ بٹھانے کے لیے ایک دوسرے کو سلام کرنے کو

رواج دیا جائے، ایک دوسرے کی عزت کی جائے، اکرام کیا جائے، ہدیہ دینے سے بھی دوسرے کا دل جوڑا جا سکتا ہے، دوسرے کے دل میں جگہ بنائی جا سکتی ہے، دوسرے کے لیے دعا کرنے سے بھی اس کے دل میں محبت پیدا کی جا سکتی ہے، پیٹھ پیچھے دوسروں کی تعریف کرنے سے بھی دلوں میں جوڑ پیدا ہوتا ہے۔

حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اپنے آپ کو دوسروں سے چھوٹا سمجھنے کی وجہ سے بھی جوڑ پیدا ہوتا ہے، عدم موجودگی میں نام لے لے کر دعا کرنے سے محبت اور جوڑ پیدا ہو گا۔

ساتھیوں کو ادھورے نام کی بجائے پورا نام لے کر پکارنے سے بھی محبت پیدا ہوتی ہے، بری بات کا اچھے انداز میں جواب دینے سے بھی جوڑ پیدا ہوتا ہے، کسی ساتھی کا تجسس نہ کیا جائے، کسی کی ٹوہ نہ لگائی جائے، معمولی باتوں سے چشم پوشی اور در گزر سے کام لیا جائے، دوسروں کی پردہ دری نہ کی جائے پردہ پوشی کی جائے۔

اجتماعی اعمال اور سنتوں کی پابندی کی جائے، غصہ پر قابو پانا چاہیے، لوگوں کو معاف کر دینا چاہیے، احسان کرنے والوں کو اللہ پسند کرتے ہیں، بے تکلفی سے بھی محبت پیدا ہوتی ہے۔

حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہر ساتھی کا لحاظ رکھا جائے، بدلحاظی سے نفرت جنم لیتی ہے، باہمی مشورہ کو اہمیت دی جائے، اللہ کا حکم بھی ہے اور نبی کریم ﷺ کا نورانی طریقہ بھی ہے، نبی کریم ﷺ اللہ کے نبی ہونے کے باوجود اپنے صحابہ کرام سے مشورہ لیا کرتے تھے، مشورہ میں خیر ہوتی ہے۔

حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے، امیر کی اطاعت کرنا چاہیے، اللہ کا فرمان ہے کہ اللہ، رسول اور اولی الامر کی اطاعت کرو، صحابہ کرام کے دور میں بھی معمولی سا اختلاف رونما ہو جایا کرتا تھا، مگر اس کے باوجود وہ امیر کی

مان کر چلتے تھے، امیر کی اطاعت لازم رکھتے تھے، اطاعت امیر کو دل وجان سے عزیز اور محبوب رکھتے تھے۔

حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ جماعتوں میں بھی احتیاط کی جائے کہ کسی نازیبا بات کی وجہ سے جماعت میں انتشار اور اختلاف پیدا نہ ہونے پائے، ساتھی ٹوٹنے نہ پائیں، اسی طرح گھروں میں بھی ان باتوں سے گریز لازم ہے جن سے دل ٹوٹتے ہیں اور جوڑ ختم ہو جاتا ہے اور توڑ کی شکل پیدا ہوتی ہے، کسی میں عیب نہ نکالے جائیں، نقطہ چینی نہ کی جائے، کسی کا رد نہ کیا جائے، کسی کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھا جائے، مقابلہ بازی سے گریز کیا جائے، بحث مباحثہ اور تکرار سے گریز کیا جائے، غیبت نہ کی جائے۔

جوڑ بٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ جو رشتہ ناطہ توڑے اس سے جوڑ بٹھانے کی کوشش کی جائے، جس کی طرف سے محروم رکھنے کی شکایت ہو اسے نوازا جائے، جس کی طرف سے ظلم وستم کی شکایت ہو اسے معاف کرنے سے جوڑ پیدا ہوتا ہے۔

☆☆

حضرت حاجی صاحبؒ نقد جماعت نکالنے کے لیے نکلنے والی جماعتوں کی خوب ذہن سازی کرتے تھے، وہ فرمایا کرتے تھے کہ بستی اور محلہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی نیت کر لی جائے کہ یہاں سے جماعت نکالنی ہے، اللہ تعالیٰ نیت کے اوپر پھل عطا فرماتے ہیں، مستورات کی بھی نقد جماعتیں نکالی جائیں اور ان کی تشکیل کی جائے، تشکیل ضروری ہے ورنہ بات ادھوری رہ جاتی ہے، تشکیل بہت اہمیت رکھتی ہے۔

بستی یا محلہ میں داخل ہو کر فکر کرنا چاہیے، وہاں کے حالات لیے جائیں، بآسانی جماعت میں نکلنے والے ساتھیوں کے کوائف معلوم کیے جائیں، ان کی ایک فہرست

بنالی جائے، بستی والوں کے بارے میں بدگمانی کی بجائے حسن ظن ہو، ان کے بارے میں اچھا گمان رکھا جائے، ان کے زرق برق ساز وسامان، مکانات کی تعمیر اور چکا چوند سے بالکل متاثر ہونے کی ضرورت نہیں ہے، یہ سب فانی چیزیں ہیں۔

جماعت کے تمام ساتھیوں کے دل میں پختہ یقین ہو کہ اس بستی کے لوگوں کی کامیابی اور کامرانی اللہ کے راستے میں نکلنے کے ساتھ ہی ہو گی، مقامی ساتھیوں کو فکر مند کر کے ان کا ذہن یکجا کر کے مشورہ کیا جائے اور باہمی مشاورت سے ساتھیوں کو گشت میں بھیجا جائے، گشت والے روانہ ہوں تو کچھ ساتھیوں کو دعا اور ذکر کے لیے بٹھایا جائے، اس سے اللہ کی مدد آتی ہے، دعا اور ذکر اللہ کی مدد کو کھینچنے کا ذریعہ ہے، گشت والے ساتھی بستی والوں کے ساتھ یوں گھل مل جائیں جس طرح نمک پانی میں مل جاتا ہے۔

حاجی صاحب جماعت میں جانے والوں کو ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ جب نئے ساتھیوں کو اللہ کے راستے میں نکلنے کے لیے تیار کریں تو انتہائی پیار اور حکمت سے کام لیں، کوئی سختی، شدت کا لب ولہجہ بالکل اختیار نہ کیا جائے، نئے نکلنے والوں کے سامنے کئی طرح کے اعذار ہوں گے، ان کو بہترین طریقہ سے حل کیا جائے، نکلنے کا ارادہ کرنے والوں کے لیے خوب گڑگڑا کر دعائیں مانگی جائیں۔

☆☆

حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ کام کرنے والی جماعتوں میں بہت ہی عمدہ صفات ہونا چاہئیں، ان میں ایک صفت یہ ہونا چاہیے کہ جماعت کے ساتھیوں کا باہمی جوڑ ہو، آپس میں محبت ہو، یہ لوگ اعمال کی پابندی کرنے والے ہوں، ان لوگوں میں دین کے مٹنے کا غم ہو، ان لوگوں کے دلوں میں دنیا کی بے رغبتی ہو۔

جماعت کے تمام افراد کی فکر ایک ہونا چاہیے،ان افراد کا ذہن ایک ہونا چاہیے، ان کا مقصد ایک ہونا چاہیے، ان لوگوں کا جذبہ ایک ہونا چاہیے، ایک دوسرے کا اکرام کرنے والے ہوں، دلوں میں محبت ہو، باہمی انتشار اور اختلافات کی صورت میں رب تعالیٰ کی طرف سے خصوصی رحمت نہیں آئے گی، باہمی انتشار کی شکل میں بنا بنایا کام بگڑ جاتا ہے۔

حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمام تر مخلصانہ کاوش کے باوجود کوئی جماعت تیار نہ ہو سکے تو ان لوگوں کے بارے میں سیخ پا ہونے کی ضرورت نہیں ہے، نکلی ہوئی جماعت کے لوگ اسے اپنی کوتاہی سمجھیں،اس پر خوب توبہ اور استغفار کرنے کی ضرورت ہے۔

واپس آنے سے پہلے جس مسجد میں جماعت کام کرتی رہی یہاں کے مقامی ساتھیوں کو ترغیب دے کر تیار کریں کہ وہ مقامی کام کو اٹھائیں، مسجد کی آبادی کی کوشش کریں، مقامی اور بیرونی گشتوں کا اہتمام کریں، بیرونی گشت سے ہی مقامی گشت قائم رہ سکے گی، گھر اور مسجد کی تعلیم کا اہتمام کریں، روزانہ کے اعمال میں باقاعدگی پیدا کی جائے۔

پوری کوشش کی جائے کہ مسجدیں آباد ہوں، مسجدوں میں نمازیوں کی تعداد بڑھے، بالغ افراد کو ترغیب دی جائے کہ وہ مسجد میں آکر باجماعت نماز ادا کریں، نماز باجماعت کے فضائل سنائے جائیں، فضائل پر امت کو کھڑا کیا جائے تاکہ امت سو فیصد نمازی بن جائے، جس مسجد میں سو فیصد نمازی ہو جائیں تو یہ بڑی کامیابی ہے

☆☆

حاجی صاحب اپنے بیانات میں تبلیغ کے چھ نمبروں پر بڑا زور دیتے تھے، وہ کلمہ طیبہ کی اہمیت پر، نماز قائم کرنے پر، مسلمان کے اکرام پر، علم و ذکر پر، نیت کی درستی پر، دعوت و تبلیغ پر بہت ہی زیادہ زور دیتے تھے، خصوصاً ان بیانات میں جو واپس جانے والوں یا اللہ کی راہ میں نکلنے والوں کے سامنے کیے جاتے تھے، یوں چھ نمبر ہزاروں لوگوں کی زبانوں پر رقصاں ہو جاتے تھے، پھر نئے آنے والے لوگ اللہ کی راہ میں نکل کر ان نمبروں کو یاد کرتے ہیں اور انہیں مختلف مساجد میں لوگوں کے سامنے دہراتے ہیں۔

ان چھ نمبروں میں سے جب پہلا نمبر یعنی کلمہ طیبہ کو حاجی صاحب کھولتے تو ہر دل و دماغ متحرک ہونے لگتا تھا، وہ فرماتے تھے کہ کلمہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اس کلمہ میں اللہ کی پہچان ہے، اس میں بندے کی بندگی اور عبدیت کا اظہار ہے، ساری کی ساری کامیابیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات حقیقی ذات ہے، باقی سب کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے، اللہ کی صفات حقیقی صفات ہیں، باقی ساری کی ساری صفات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہماری اور ساری دنیا کے انسانوں کی دونوں جہانوں کی کامیابی صرف اپنے حکم کو رسول اللہ ﷺ کے نورانی طریقوں کے مطابق ماننے میں رکھی ہے، اس بات کا یقین دلوں میں اتر جائے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ تعلق بن جائے، اللہ کی قدرت سے براہ راست فائدہ اٹھایا جائے، اس کے لیے نبی کریم ﷺ ایک طریقہ لے کر آئے ہیں جب یہ طریقہ اور سلیقہ ہماری زندگیوں میں آئے گا تو پھر اللہ تعالیٰ ہر حال میں کامیابی عطا کر کے دکھائیں گے۔

حاجی صاحب بڑے درد دل سے فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس چیزوں اور حالات کے لامحدود خزانے ہیں، اللہ تعالیٰ چیزوں کے اور حالات کے پیدا کرنے والے ہیں اور اپنی قدرت میں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں، اور کرنے میں کسی مخلوق کے محتاج نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ بے نیاز ذات ہے، اللہ بہت زیادہ علم والا ہے، اللہ بہت زیادہ دیکھنے والا ہے، اللہ بہت زیادہ سننے والا ہے، اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کو رزق دینے والا ہے، وہ پیدا کرنے والا ہے، اسی نے آگ سے جنات پیدا کیے، اسی نے پانی کے اندر مچھلیاں اور دوسرے آبی پرندے پیدا کیے، دنیا میں انسان، چرند، پرند اور درندے پیدا کیے، اسی ذات عالی نے مٹی کی اندر حشرات الارض اور نور سے فرشتے پیدا کیے۔

زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے، چاند، سورج، ستارے، سیارے، سمندروں اور پہاڑوں کو پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے ، عزت اور ذلت دینے والا بھی اللہ ہی ہے، ہر چیز پر قادر اللہ ہی ہے۔

اللہ کے پاس غیب کے خزانے ہیں، جو کچھ خشکی اور تری میں ہے وہ سب اللہ کے علم میں ہے، کوئی پتہ بھی گرتا ہے تو وہ اسے جانتا ہے، زمین کے ذرے ذرے کو وہ جانتا ہے، پانی کے قطرے قطرے کو وہ جانتا ہے، دریاؤں میں کس قدر پانی ہے وہ جانتا ہے، سمندروں میں پانی کے کس قدر قطرات ہیں وہ جانتا ہے، وہ علیم ذات ہے۔

☆☆

حاجی عبدالوہاب صاحب علماء کرام پر زور دیتے تھے کہ وہ لوگوں کو مواعظ، بیانات اور تقاریر سنا سنا کر اپنا پیروکار نہ بنائیں بلکہ وہ اپنے سننے والوں کو اللہ اور رسول اللہ کا غلام بنائیں، اصل انہی کی غلامی ہے، اس پر اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں گے، یہی

طریقہ ہمارے بزرگوں کا رہا ہے کہ وہ اللہ کی مخلوق کو اللہ کا غلام بنادیتے تھے، رسول اللہ ﷺ کے ایک غلام نے تو یہاں تک فرمادیا تھا کہ ہم اللہ کی مخلوق کو مخلوق کی غلامی سے نکال کر اللہ کی غلامی میں لانے کے لیے آئے ہیں، ہمیں اللہ نے اسی مقصد کے لیے بھیجا ہے، ہم مخلوق کو ادیانِ دنیا کے جور وستم سے نکال کر اسلام کے عدل میں لانے کے لیے آئے ہیں، دنیا کی تنگیوں سے نکال کر آخرت کی وسعتوں کی طرف لانے کے لیے بھیجے گئے ہیں، ہم سب کا مقصد یہی ہونا چاہیے، مخلوق کو اپنا پیروکار بنانے کی بجائے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا پیروکار بنانا چاہیے۔

اسی طرح حاجی صاحب یہ بات ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ کسی کو منظور نظر بنا کر آگے نہیں لانا چاہیے، جس میں استعداد ہوگی اللہ تعالیٰ اس سے کام لے لیں گے اور اللہ اپنی ترتیب پر اسے خود ہی آگے لے آئیں گے کیونکہ جس کو آگے لایا جائے گا نامعلوم کل کلاں وہ شخص آگے لانے والوں کی توقعات پر پورا اترتا ہے یا کہ نہیں، جسے اللہ آگے لائے گا اللہ اس کی دستگیری بھی فرمائے گا۔

☆☆

حاجی صاحب اس بات پر بہت زور دیتے تھے کہ اللہ کو ساتھ لے کر چلنا چاہیے، اللہ کو ساتھ لے کر چلنے کا مطلب یہ ہے کہ دعاؤں اور اذکار کے ذریعے اللہ کی مدد کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہیے، یوں تو وہ دنیا بھر میں اجتماعات سے خطاب کرتے اور ایک بات زور دے دے کر بیان کرتے تھے کہ اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کی مخلوق سے اللہ کی مرضی کے بغیر کچھ نہ ہونے کا یقین آجائے، اس بول کو بولنا ہے اور اسے دل ودماغ میں اتارنا ہے۔

دنیا بھر میں ہونے والے بیانات کے باعث ہی شرک کی منڈیاں ویران ہوئیں توحید وسنت کی آبیاری ہوئی، لوگوں کے اذہان ودماغ کی فکر بدل گئی۔ سبحان اللہ

جنوبی افریقہ کے احباب کو ایک مرتبہ اوراد اور وظائف بتائے کہ انہیں معمول بنایا جائے، فرمایا کہ جب کوئی آپ لوگوں سے بحث مباحثہ یا مناظرہ کرے تو آپ لوگ تین بار سورۃ فاتحہ، تین بار سورۃ الاخلاص پڑھ لیا کریں اللہ تعالیٰ راہنمائی بھی فرمائے گا اور کامیابی سے بھی ہمکنار فرمائے گا۔

فرمایا کہ جو شخص صبح و شام تین تین بار آخری تین سورتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ زمینوں، آسمانوں، انسانوں اور جنات کے شرور سے نجات عطا فرمائیں گے۔

فرمایا کہ جو بندہ صبح و شام اللھم صل علی محمد بعدد کل داءٍ ودواءٍ وبارک وسلم پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ ہر خلاف شرع کام سے نجات دلائیں گے۔

فرمایا جو بندہ روزانہ نماز ظہر کے بعد ایک سو بار اللھم صل علی محمد وعلی آلہ وبارک وسلم پڑھے گا تو کبھی مقروض نہیں ہوگا، غیبی خزانوں سے اللہ تعالیٰ اس کا قرض پورا کر دے گا، اس کے گناہ پر عذاب نہیں دیا جائے گا۔

فرمایا جو شخص یامالک یا قدوس فجر کے بعد گیارہ مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ ستر والی جگہوں کی بیماری سے نجات دے گا۔

فرمایا جو بندہ دن میں سو بار اللھم صل علی محمد عبدک ورسولک وصل علی المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے مال میں زیادتی فرمائے گا اور عشاء کو پڑھنے پر حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی۔

فرمایا اگر کوئی روزانہ گیارہ بار صلی اللہ علی سیدنا محمد پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو مرنے سے پہلے دنیا میں ہی جنت میں اس کا مقام دکھا دیں گے۔

فرمایا کہ جو روزانہ چالیس بار لاالہ الاانت سبحانک انی کنت من الظالمین پڑھے گا اس کو ہر بیماری سے نجات مل جائے گی اور اگر مر گیا تو شہید ہو گا اگر صحت یاب ہو گیا تو تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔

فرمایا جو بندہ اکتالیس بار سورۃ الکوثر پڑھ کر اناج وغیرہ پر دم کرے گا تو رزق کبھی ختم نہ ہو گا۔

فرمایا جو بندہ اکتالیس بار سورۃ القریش پڑھ کر غلہ یا دیگ وغیرہ پر دم کرے گا تو وہ کافی ہو جائیں گی۔

فرمایا جو بندہ اکتالیس بار وجعلنا من بین ایدیھم سدا ومن خلفھم سدا فاغشینھم فھم لایبصرون پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے نافرمان بیوی، بچوں کو فرمانبردار بنادیں گے

فرمایا جو بندہ روزانہ اکتالیس بار آیۃ الکرسی پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ایمان ویقین کی کمزوری کو ختم کر دے گا۔

فرمایا جو روزانہ فجر کی نماز کے بعد سو بار لاالہ الااللہ الملک الحق المبین پڑھے گا اس کی رزق کی تنگی دور، ظاہری و باطنی غنا کا عطا ہونا، قبر میں منکر نکیر کے سوالات کے جوابات میں اعانت خداوندی، اس کے لیے جنت کا دروازہ کھٹکھٹا دیا جانا

فرمایا جو آدمی ہر فرض نماز کے بعد تین بار چوتھا کلمہ پڑھے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ ہر رکعت پر ایک سال کی عبادت کا ثواب عطا فرمائے گا۔

فرمایا جو بندہ دن میں ایک بار سورۃ الاخلاص کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھتا ہے اس کے پچھلے گناہ معاف، چار ہزار نیکیاں ملنا خدا کی امان اور جنت اور جنت اس پر واجب ہو جاتی ہے۔

جو شخص فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو اس کے اور جنت کے درمیان صرف موت کا پردہ ہے۔

فرمایا بازار میں چوتھا کلمہ پڑھنے پر دس لاکھ نیکیاں ملتی ہیں اور دس لاکھ گناہ معاف ہوتے ہیں، جنت میں محل ملتا ہے۔

فرمایا جو آدمی روزانہ ایک مرتبہ جزی اللہ عنا محمداً ماھو اھلہ پڑھے گا تو ستر فرشتے ایک ہزار دن تک اس کے لیے نیکیاں لکھتے ہیں (کنزالعمال)

فرمایا دن رات میں ایک بار

لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ احداًصمداً لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احدٌ

پڑھنے پر اللہ تعالیٰ بیس لاکھ نیکیاں عطا فرمائے گا۔(الترغیب)

فرمایا جو بندہ سورۃ الانعام کی پہلی تین آیات صبح و شام پڑھے گا، چالیس ہزار فرشتے قیامت تک عبادت کریں گے جس کا ثواب اس بندے کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا، اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر کر دیتے ہیں جو شیطان کا وسوسہ ڈالنے پر اس کے منہ پر کوڑا مارتا ہے، تو شیطان اور بندے کے درمیان پردے گر جاتے ہیں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے بندے! میرے عرش کے سائے میں تجھے اپنی جنت کے میوے کھلاؤں، حوض کوثر سے پانی پلاؤں، سلسبیل کے چشمے سے تجھے نہلاؤں؟(تفسیر جلالین)

فرمایا روزانہ نماز فجر کے بعد دس بار درود شریف پڑھنے سے بندہ کی روح نبیوں اور صدیقین کی طرح نکالی جائے گی، پل صراط سے گزرنے میں آسانی ہوگی، فرشتہ سجدے میں سر رکھ کر اس کو جنت میں داخل کروائے گا، حوض کوثر پر پانی پینے میں مدد کی جائے گی۔(ذریعۃ الوصول)

فرمایا روزانہ صبح ۱۹مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے پر جہنم کے ۱۹عذاب اور ۱۹ عذاب دینے والے فرشتوں سے چوبیس گھنٹوں یعنی ایک دن رات کے لیے نجات دے دی جاتی ہے حتیٰ کہ اس طرح دوسرے دن دوبارہ پڑھے۔ (تفسیر مظہری)

فرمایاجو بندہ صبح گھر سے نکلتے وقت پڑھے گابسم اللہ توکلت علی اللہ لاحول ولاقوۃ الاباللہ اس کی کفایت کی جائے گی، شیطان سے دوری، اس کی حفاظت ہو گی،اس کو ہدایت دی جائے گی۔(ترمذی)

فرمایاروزانہ ایک مقررہ وقت پر پچاس مرتبہ

اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد صلی اللہ دائماً ابداً

پڑھے تو دین و دنیا کی استقامت نصیب ہو گی۔(فضائل درود شریف)

حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے ارشادات، فرمودات اور بیانات میں ہمیشہ یہی ترغیب دیتے تھے کہ ہم اللہ کو اپنے ساتھ لیں، اللہ کو اعمال صالحہ کے ذریعے اپنے ہمراہ لیا جاسکتا ہے، نوافل پڑھ پڑھ کر اللہ کو اپنے ہمراہ لیا جاسکتا ہے، جیسے حدیث قدسی میں ہے کہ کثرتِ نوافل کے باعث اللہ تعالیٰ ابنِ آدم کی زبان بن جاتے ہیں جس سے وہ بولتا ہے، دماغ بن جاتا ہے جس سے وہ سوچتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے، غرضیکہ اللہ کی مدد اور نصرت اس بندے کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے جو اعمال کے ذریعے اللہ کو اپنے ساتھ لیتا ہے۔

نیک اعمال کے باعث اللہ کا غیبی نظام حرکت میں آجاتا ہے، اس لیے ہم کوشش کریں کہ ہم اللہ کو راضی کریں، اللہ کو خوش کریں، اس کا طریقہ یہی ہے کہ اللہ کے حکموں کو نبی کریم ﷺ کے طریقوں کے مطابق پورے کرتے جائیں، کسی بھی صورت میں اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کریں۔☆☆☆

ہمارے محترم دوست، کالم نگار، صحافی، دانشور جناب مولانا نوید مسعود ہاشمی صاحب نے حاجی عبدالوہاب صاحبؒ کی زندگی کے مختصر احوال اپنے معروف کالم بینارہ نور میں شائع کیے ہیں، مجھے بھی انہوں نے وٹس اپ پر یہ کالم ارسال کیا ہے، جسے میں یہاں پیش کررہاہوں، یہ کالم روزنامہ اوصاف کے تمام ایڈیشنوں میں شائع ہوچکاہے۔

حق والوں کے جنازے بھی ان کی حق وصداقت پر استقامت کے گواہ بن جایا کرتے ہیں' مولانا سمیع الحق کے جنازے کے بعد تبلیغی جماعت کے امیر حضرت حاجی عبدالوہاب کا جنازہ پاکستان میں نئی تاریخ رقم کر گیا، لاکھوں فرزندان توحید تو جنازے میں شریک ہوگئے، لیکن ہزاروں ایسے بھی تھے کہ جو باوجود بے پناہ کوششوں کے دوری کی بناء پر جنازے میں شریک نہ ہوسکے

باغ کو چھوڑ کر باغبان کیا چلا!
ہر کلی نوحہ گر،اشک گل ہیں رواں

وہ صرف مسلمانوں کے ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کے ایک مخلص اور سچے خیر خواہ تھے، انہوں نے اپنی زندگی کے تقریباً ستر سال انسانوں کو اللہ اور اس کے رسولﷺ کی طرف بلانے میں صرف کئے۔

وہ "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور مخلوق سے کچھ نہ ہونے کے یقین" کی صدائیں لگایا کرتے تھے، انہوں نے لاکھوں بگڑے ہوئے انسانوں کو بندوں کی غلامی سے نجات دلا کر پروردگار عالم کے در پر جھکایا، وہ قرآن کے حکم "رحماء بینھم" کی عملی تصویر تھے... نفرت،

حقارت، شقاوت، فرقہ واریت، سیاسی انتشار، لسانی اور ہر قسم کے دیگر تعصبات سے پاک آپ کا وجود صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے اللہ کی نعمت سے کم نہ تھا۔

آپ 96 سال کے ہونے کے باوجود نہ کبھی نماز سے غافل ہوئے، نہ رمضان کے روزوں اور نہ ہی تلاوت قرآن سے غافل رہے، بلکہ حد تو یہ ہے کہ 96 سال کی پیرانہ سالی کے باوجود "امت" کی بھلائی کی تڑپ کی فکر آپ کے دامن گیر رہی۔

عالم ربانی حضرت اقدس مولانا الیاس نے آج سے تقریباً ایک صدی قبل دہلی سے باہر بستی نظام الدین سے دعوت و تبلیغ کا جو مشن شروع کیا تھا، حاجی عبدالوہاب بھی 1944ء میں اس عظیم مشن میں ان کے ہمرکاب ہو گئے... ہندوستان میں رسومات، بدعات اور خرافات کا غلغلہ تھا' مسلمانوں کو ان کی اسلامی عبادات اور تہذیب و تمدن سے روکنے کے لئے ہزاروں جتن ہو رہے تھے۔

ایسے میں عالم ربانی حضرت اقدس مولانا الیاس نے اپنے مسلمان بھائیوں میں عبادات اور اسلامی روایات کو زندہ رکھنے اور بھٹکے ہوئے انسانوں کو گمراہی سے بچانے کے لئے ہر قسم کی فرقہ واریت سے پاک دعوت و تبلیغ کے نام سے تحریک شروع کر کے کروڑوں مسلمانوں کی زندگیوں کو بدل ڈالا، دعوت اسلام کی اس تحریک میں مولانا الیاس خود بھی ہندوستان کے شہروں کے بازاروں، چوکوں، چوراہوں، حتیٰ کہ گھر گھر جا کر مسلمانوں کو اللہ سے سب کچھ ہونے اور مخلوق سے کچھ نہ ہونے کا یقین دلا کر انہیں صراط مستقیم کی طرف بلاتے' مساجد میں آنے کی دعوت دیتے اور انہیں مساجد میں قائم تعلیم کے حلقوں کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرتے۔

جب وہ دعوت و تبلیغ کے حلقوں سے جڑ جاتے تو پھر انہیں کلمہ، ایمان، نماز اور اسلام کے بنیادی عقائد سکھانے کی کوششیں کرتے، حضرت اقدس مولانا الیاس نے دنیا کے بکھیڑوں میں پھنسے ہوئے مسلمانوں کو تین دن (سہ روزہ) سال میں چالیس دن (چلا) اور چار مہینے دنیا کے کاموں سے فارغ ہو کر اللہ کے راستے میں نکل کر دین سیکھنے کی دعوت کو عام کیا، یہ ان کی سچی لگن، پر خلوص محنت اور اللہ کا خصوصی فضل تھا کہ دعوت و تبلیغ کی جس تحریک کی بنیاد بستی نظام الدین کے چھوٹے سے قصبے میں رکھی گئی تھی آج وہ ایک ایسی عالمگیر تحریک بن چکی ہے کہ جس

میں مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں بسنے والے کروڑوں مسلمان شامل ہیں، مولانا الیاس نے اس تحریک میں ایک اچھی روایت یہ بھی قائم کی، دعوت و تبلیغ میں نکلنے والے ہر شخص کو اپنا خرچ خود ہی برداشت کرنا پڑتا ہے اور یہ روایت آج سو سال بعد ہی بالکل پہلے دن کی طرح ہی قائم و دائم ہے۔

حضرت حاجی عبدالوہاب 1922ء میں دہلی میں پیدا ہوئے' اسلامیہ کالج لاہور سے گریجویشن کرنے کے بعد پھر آپ انگریز سرکار میں تحصیلدار بھرتی ہو گئے۔

14 اگست 1947ء کو پاکستان بنا تو آپ نے ہندوستان سے پاکستان کی طرف ہجرت کی اور پھر نوکری چھوڑ کر مستقلاً دعوت و تبلیغ ہی کے مشن سے وابستہ ہو گئے' مولانا الیاس نے دعوت و تبلیغ کے نام سے جو باغ سجایا تھا، آپ اس باغ کے ایسے خوشبودار پھول ثابت ہوئے کہ جس کی خوشبو نے مزید کروڑوں انسانوں کی زندگیوں کو خوشبودار بنا دیا' ہدایت کی طرف بلانا انبیاء والا مشن ہے اور ہدایت دینا رب العالمین کا کام، آپ نے انسانوں کو اللہ کے راستے کی طرف بلانے کا حق ادا کر دیا۔

وہ ایک ایسے عالمی مبلغ اسلام تھے کہ جن کی تقریر کے لئے نہ تو اخبارات میں اشتہارات دینا پڑتے، نہ دیواروں پر چاکنگ کرنا پڑتی' نہ ٹی وی چینلز پر ٹیکر چلوانا پڑتے.... مگر جیسے ہی ان کا خطاب شروع ہوتا تو لاکھوں بوڑھے اور جوان.... ان کا خطاب سننے ہمہ تن گوش ہو جاتے۔

انہوں نے دعوت و تبلیغ کے مشن کو الیکٹرانک چینلز کا محتاج نہیں بننے دیا، دعوت و تبلیغ کی عالمی تحریک کو میڈیا کی چکا چوند سے دور رکھ کر ثابت کر دیا کہ دین کبھی بھی دجالی میڈیا کا محتاج نہیں رہا، بلکہ میڈیا سے وابستہ جو اخبار، یا شخص، دین کے قریب آئے گا، دینداروں کو ترجیح دے گا وہ اس کی اپنی عزت و عظمت میں اضافے کا سبب بن جائے گا۔

وہ ایسے غمخوار امت تھے کہ ساری، ساری رات امت کی بھلائی کی فکر میں سجدے میں سر رکھ کر رویا کرتے تھے، وہ پاکستان کو اللہ کی نعمت سمجھتے تھے اور پاکستان معاشرے کو دعوت و تبلیغ کے ذریعے تبدیل کرنے کے متمنی تھے، ان کی ساری زندگی ہر قسم کے تنازعوں سے مبراء رہی، بڑے بڑے صنعت کار ہوں، کاشتکار ہوں، تاجر ہوں، وزیراعظم ہوں یا وزرائ، جرنیل ہوں،

صحافی ہوں، اساتذہ ہوں طلباء ہوں، یا مزدور غرضیکہ ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے کروڑوں انسان آپ کو اپنا امیر مانتے تھے۔

حضرت حاجی عبدالوہاب فتنوں کے راستے میں ایک مضبوط بند ھ بنے رہے، دعوت و تبلیغ کی عالمی تحریک میں دنیا بھر کے ملکوں کے کروڑوں مسلمان دل و جان سے وابستہ ہیں.... لیکن اللہ کے فضل و کرم سے یہ حضرت حاجی عبدالوہاب جیسے اکابرین ہی کی برکت تھی کہ یہ عالمگیر تحریک ہر قسم کے شر ور و فتن سے اب تک بچی رہی، اللہ آئندہ بھی حفاظت فرمائے (آمین

حضرت حاجی عبدالوہاب کا تاریخی جنازہ اس بات پر گواہ بن گیا کہ آپ جس عظیم مشن سے وابستہ رہے وہ مشن سچا اور برحق مشن ہے۔ مرنا تو برحق ہے، مگر حاجی عبدالوہاب جیسے عظمتوں کے مینار کی جدائی کروڑوں دلوں پر قیامت ڈھا گئی۔

عجب قیامت کا حادثہ ہے کہ اشک میں آستیں نہیں ہے
زمین کی رونق چلی گئی ہے، افق پہ مہر مبیں نہیں ہے
تیری جدائی میں مرنے والے، وہ کون ہے جو حزیں نہیں ہے
مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے
یہ کون اٹھا کہ دیر و کعبہ شکستہ دل، خستہ گام پہنچے
جھکا کے اپنے دلوں کے پرچم خواص پہنچے، عوام پہنچے
تیری لحد پہ ہو رب کی رحمت، تیری لحد کو سلام پہنچے
مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

☆☆☆☆

حاجی صاحبؒ کی تاثیر

حاجی صاحب کی زندگی میں مختلف نیلام گھروں میں سوال کیا جاتا تھا کہ سب سے زیادہ بیان کرنے والا کون ہے؟ تو اس کے جواب میں حاجی صاحب کا نام بتایا جاتا تھا، اب دنیا کی مختلف سروے کرنے والے اداروں نے سروے کیا جس سے پتا چلا کہ دنیا بھر کی وہ اہم ترین شخصیات

جن کی زبان میں بڑی تاثیر تھی ان میں حاجی صاحب دسویں نمبر پر تھے، مگر میں اس سروے کو رد کرتا ہوں، حاجی صاحب اس دور میں تاثیر کے لحاظ سے نمبر اول تھے، ان کی بات بغیر کسی میڈیا کے دنیا کے کونے میں گردش کرتی تھی۔ اللہ قبول فرمائے۔

حاجی صاحب اور قبر سے خوشبو

اب تو کوئی بات پوشیدہ رکھنے سے رکھی نہیں جاسکتی، چھپائے چھپ نہیں سکتی، اب تو مشرق کی وادیوں میں گونجنے والی آواز مغرب میں آناً فاناً پہنچ جاتی ہے، حاجی صاحب کے جنازے کی اطلاع پوری دنیا میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلی، پھر کیا تھا مخلوق خدا سرپٹ اس عظیم انسان کے جنازے میں شرکت کے لیے دوڑ پڑی، ہوائی جہاز کے اڈوں پر، ریلوے اسٹیشنوں پر، بس اسٹیشنوں پر تل دھرنے کی جگہ دکھائی نہیں دے رہی تھی، جن کے پاس ذاتی سواریاں تھیں وہ ان کے ذریعے اجتماعی پنڈال میں پہنچے، کئی خوش نصیبوں نے سپیشل گاڑیاں بک کروائیں اور بروقت جنازے میں شریک ہوئے، یوں یہ لاکھوں افراد پر مشتمل جنازہ کے شرکاء بن گئے، لاہور کے گردونواح میں ہزاروں گاڑیوں کی آمد ووقف دیکھ کر انتظامیہ ورطہ حیرت میں پڑ گئی کہ یہ مخلوق کہاں سے اچانک وارد ہوئی، ہزاروں لوگ جنازے میں شرکت سے محروم رہ گئے۔

حاجی صاحب کی نماز جنازہ مولانا نذرالرحمان صاحب نے پڑھائی، جنازے کی نماز سے پہلے مبلغ اسلام مولانا طارق جمیل صاحب نے رقت آمیز بیان فرمایا، لاکھوں سوگواروں کی موجودگی میں حاجی صاحب کو رائے ونڈ کے مقامی قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔

تدفین کے اگلے ہی روز اللہ تعالیٰ نے اس بندے کی مقبولیت اور قبولیت ایک انداز میں ظاہر فرمائی کہ حاجی صاحب کی قبر سے خوشبو کے ہلے اٹھنے لگنے، جوں جوں یہ خبر اطراف واکناف میں گردش کرتی گئی تو کئی لوگ اس مٹی کو سونگھنے کے لیے قبرستان کا رخ کرنے لگے، جس پر بروقت اقدام کرتے ہوئے تبلیغی بھائیوں نے فوری طور پر حاجی صاحب کے مرقد پرانوار پر چاروں طرف خاردار باڑ لگادی اور پوری کوشش کی کہ یہ خبر پھیلنے نہ پائے مگر یہ چیزیں چھپائے کب چھپ سکتی ہیں، روکے کب رک سکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حاجی عبدالوہاب صاحب کو کروٹ کروٹ راحت نصیب فرمائے اورانہیں جنت الفردوس نصیب فرمائے۔

خادم اسلام، **محمودالرشیدحدوٹی**

(۲۵نومبر ۲۰۱۸ءبروزاتوار، صبح ۱۱بجے، مناواں لاہور)